ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

اُردوزبان اور لسانیات کے ماہرین:ایک جائزہ

ڈاکٹر صائمہ اسلم،اسسٹنٹ پروفیسر،لاہور لیڈز یونی ورسٹی،لاہور

ڈاکٹر غلام یٰسین،اسسٹنٹ پروفیسر،لاہور لیڈز یونی ورسٹی،لاہور

ڈاکٹر عثمانیہ سلطانہ

Abstract:

The development of Urdu was shaped by religious and literary figures, as well as by royal patrons, leading to its popularity among all classes. Linguistics, the scientific study of language, transformed traditional approaches by emphasizing a structured analysis of language beyond mere storytelling. Modern linguistics now connects literature more closely to reality, influences fields like psychology, anthropology, and philosophy, and aids in literary criticism. In Urdu, linguistic studies gained academic focus in the 19th century, progressing in recent times with further advancements in analyzing language structure and social applications.

اردوزبان اپنے آغازاورارتقائی مراحل میں جہاں سنتوں، بھگتوں،صوفیوں اورادیبوں کی مرہونِ منت رہی ہے وہاں بادشاہوں،سلاطین اور امرانے بھی ذاتی تسکین کے لیے اردوزبان وادب کواپنایا۔یوں اردوزبان وادب کوخاص وعام میں پذیرائی ملناشروع ہوگئی۔کسی زبان کے ادب میں ترقی کی حد کاکوئی معیاریاپیمانہ ابھی تک ایجادنہیں ہواہے۔ترقی کایہ سلسلہ ماہرینِ زبان کی بدولت اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہاہے۔عصرِ حاضر میں زبان،ادب،لسان،لسانیات،اسلوب،اسلوبیات،تہذیبی وثقافتی مظاہر خاص توجہ کامرکزبنے ہوئے ہیں۔زبان وادب میں جدیدیت ،مابعد جدیدیت اور ساختیات کے تصورات کی دراندازی کے ساتھ ساتھ لسانیات اوزیادہ اہمیت اختیار کرگئے ہیں۔

لسانیات،علم کی وہ شاخ ہے جوزبان کی اصلیت اورماہیت کامطالعہ کرتی ہے۔زبان کامربوط اورمنظم مطالعہ لسانیات کہلاتاہے۔آج زبان وادب، عمرانیات،بشریات،نفسیات،فلسفہ،زبانی اور مشینی تراجم کادورہے۔

ڈاکٹر محی الدین قادری زورلسانیات اوراس کے مقاصد کااحاطہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”لسانیات اس علم کوکہتے ہیں جس کے ذریعے زبان کی ماہیت، تشکیل اورارتقا،زندگی اور موت کے متعلق آگاہی ہوتی ہو۔زبانوں کاتجزیہ،ان کی تاریخ،ان کے باہمی نقاطِ ارتباط،ان کی معنوی ساخت اوران کی ظاہری تقسیم،گروہ بندی غوروخوض کرنا،لسانیات کاسب سے بڑامقصد ہے۔“[۱]

بعض اہلِ علم وادب کسی بھی زبان کے مطالعہ کولسانیات کہتے ہیں اور کچھ کسی بھی زبان کے سائنسی انداز کے مطالعہ کولسانیات کانام دیتے ہیں۔جدید لسانیات نے انسان،ادب اور معاشرہ کے روایتی معنی ومفہوم کوبدل کرر کھ دیاہے۔لسانیات نے زبان کوقصہ کہانی کی فرضی دنیاسے نکال کرسائنسی دنیامیں لاکرکھڑاکیاہے اورادب کوحقیقت سے قریب ترکرنے میں معاونت کی ہے۔لسانیات نے جدید ادب کی تنقید کوآسان ترکردیاہے۔عہدِ حاضر میں لسانیات محض صوتی یاتکلمی مطالعات کی جانچ پرکھ کاکام ہی نہیں دیتی بل کہ علوم جیسے ؛مذہب،فلسفہ،تاریخ،سماجی اوراساطیری مطالعات کونئے مفاہیم ومطالب سے بھی روشناس کرواتی ہے۔لسانیات نے سائنسی اور سماجی علوم وفنون میں فکرونظر کے نئے زاویے ابھارے ہیں۔

ڈاکٹر ناصرعباس نیّر،لسانیات کے جدیداوروسیع نظریات کے بارے میں رقم طرازہیں:

”لسانیات اپنے وسیع معنی ومفہوم میں سماجی علم ہے ۔زبان سماجی تشکیل ہے۔لسانیات اس تشکیل کی نوعیت اوراس میں معمورکارفرماقوانین اوراس کے ارتقاکامطالعہ کرتی ہے۔اس علم کی نوعیت وہی ہے جوبشریات،عمرانیات،تاریخ اورنفسیات کی ہے۔چوں کہ لسانیات کامعروض یعنی زبان،ثقافتی،عمرانی اور ذہنی تشکیلات سے مختلف صورتوں میں ان سب پرحاوی ہے۔،اس لیے لسانیات دیگر سماجی علوم کے مقابلے میں کچھ مختلف ہے اوران پرحاوی بھی ہوجاتی ہے۔“[۲]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

زمانہ قدیم میں لسانیات نے زبان کے نفسیاتی اور معاشرتی سروکار سے ہٹ کر اس کی بناوٹ اور ساخت کو موضوع بنایا۔ زبان کا سائنسی مطالعہ کرنے کا انداز قدیم روایت ہے۔ہند،یونان اور دیگر ممالک میں اس خاص شعبہ علم کی جانب خصوصی توجہ دی جاتی رہی۔ قدیم لسانیات کا زیادہ تر دارومدار لفظ اور اس کی ساخت،لغت اور قواعد پر تھا۔ قدیم یونان میں سقراط اورافلاطون وغیرہ جو مخصوص مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتے تھے، کو لسانیات سے گہری دل چسپی رہی۔ انھوں نے لسانیات کے بہت سے مسائل کو خالص منطقی اور معروضی اصولوں کے تحت حل کرنے کی کوشش کی۔ انہی کی ریاضتوں کے طفیل لسانیات کے میدان میں جو پیش رفت ہوئی، عصرِ رواں میں بھی اتنی سود مند ہے جتنی ان کے عہد میں تھی۔

ڈاکٹر یحییٰ نشیط، غازی علم الدین کی تصنیف "لسانی مطالعے" کے دیباچے میں رقم طراز ہیں:

> "زمانی اعتبار سے دیکھا جائے تو لسانیات کی ابتدا، نشو ونما اور اس کی تشکیلی قوانین سے شناسائی کا پہلا چراغ پانچ سو قبل مسیح میں روشن ہوا، جب برصغیر میں پانینی (Panini) نے سنسکرت زبان کے اصول وضوابط مدون کیے۔ اس کی نگارشات میں ایسے حوالے بھی ملتے ہیں جن سے کھلتا ہے کہ اس خطے میں صدیوں سے یہ کارِ خیر جاری تھا۔ ادھر لاطینی اور یونانی ثقافتیں سنہری دور میں داخل ہو چکی تھیں اور لسانی سرگرمیاں عروج پر تھیں۔ اس سلسلے میں سقراط اور افلاطون خاصے فعال دکھائی دیتے ہیں۔"[۳]

یہ علم مغرب کے ساتھ ساتھ مشرق میں بھی خاصی توجہ حاصل کر رہا تھا مگر یہ رجحان مذہبی تھا۔ تاریخی تحقیقات میں لسانیات کا مطالعہ عملی طور پر فائدہ مند ہے۔ قدیم قوموں تک ان کی عادات واطوار اور رسوم ورواج تک کی معلومات کی رسائی کا ذریعہ زبان ہے۔

لکھنوی عہد میں علم لسانیات کے حوالے سے کئی قابلِ قدر لسانیاتی کاوشات کا ظہور ہوا اور زبان کی نئی جہات کا سراغ ملا۔ اردو زبان نے ایک طویل سفر طے کیا۔ کبھی دہلی تو کبھی لکھنؤ۔ اس عہد میں اردو ادب کی لسانی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اہلِ لکھنؤ نے زبان کی اصلاح، صفائی اور تعین کے لیے کوششیں کیں۔ لسانیات کے شعبے میں رسم الخط، صرف ونحو، قواعد، علم بیان وبدیع، اصوات، عروض اور نظم ونثر کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ اس عہد کے لسانی شعور کا جائزہ لیا جائے تو انشاء اللہ خاں انشا کا اردو ادب پر سب سے بڑا احسان ان کی کتاب "دریائے لطافت" ہے۔ ان کی بے نقط کتاب "سلکِ گوہر" ان کی تخلیقی صلاحیتوں کا منھ بولتا ثبوت ہے۔ انشا نے بہت سے مقامی اور دیہی الفاظ وتراکیب کو اپنی تخلیقات کا حصہ بنایا اور ہندوستان کے خالص روزمرہ اور محاورہ کو اردو زبان میں شامل کیا۔ مختلف زبانوں کے لہجوں کا تجزیہ کیا اور مختلف الفاظ کے معانی ومفاہیم پر روشنی ڈالی۔ ان تمام تر کاوشات کا مقصد اردو زبان کا فروغ تھا۔

اٹھارھویں صدی عیسوی میں لسانی تحریکوں میں سب سے اہم تحریک اصلاحِ زبان کی تحریک تھی جس کی بدولت اردو زبان وادب میں نکھار پیدا ہوا۔ اس عہد میں اردو زبان دنیائے ادب کی لسانی سطح پر بھرپور انداز میں جلوہ افروز ہوئی۔ اصلاحِ زبان کی اس تحریک اور روایت کو فروغ دینے والے شعرا میں دہلی سے مرزا مظہر جانِ جاناں، خواجہ میر درد، میر تقی میر اور مرزا محمد رفیع سودا ہیں جب کہ لکھنؤ سے خواجہ حیدر علی آتش اور شیخ امام بخش ناسخ سرِفہرست ہیں۔ ناسخؔ نے زبان کے حوالے سے باضابطہ طور پر قوانین تشکیل دیے جن پر سب سے پہلے خود عمل کیا اور پھر اپنے تلامذہ پر بھی ان کی پابندی لازمی قرار دی۔ اہلِ لکھنؤ کے چند قابلِ قدر ماہرین زبان جنھوں نے مختلف طریقوں سے زبان کی خدمت کی ان میں تلامذۂ آتش وناسخ شامل ہیں۔ ان میں اہم نام میر علی اوسط اشک، امداد علی بحر، کلب حسین نادر، آغا جو شریف، سید مظہر علی اسیر لکھنوی، امیر مینائی، خواجہ محمد عبد الرؤف عشرت لکھنوی جلال لکھنوی اور مرزا ہادی رسوا ایسے مصنفین ہیں جنھیں کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

بیسویں اور اکیسویں صدی عیسوی میں لسانیات کے شعبہ میں قابلِ قدر خدمات منظرِ عام پر آئیں۔ لسانیات نے مختلف شعبوں کو اپنے اندر یوں جذب کیا جیسے وہ اس کا اٹوٹ حصہ ہوں۔ عہدِ حاضر میں لسانیات نے کثیر شعبہ جاتی علوم کو متعارف کروایا جس سے دیگر شعبوں جیسے ثقافت، علوم وفنون اور ابلاغ میں جدت طرازیاں عمل میں آئیں۔

برصغیر میں نت نئے لسانی افکار و نظریات کو پیش کرنے والوں میں اہم نام ماہرِ لسانیات ڈاکٹر محی الدین قادری زور کا ہے جنھوں نے فرانس سے لسانیات میں پی۔ایچ۔ڈی کی سند حاصل کی۔ ان کی تصنیف "ہندوستانی لسانیات" ان کی وجہِ شہرت بنی۔ ایک اور اہم کتاب "Hindustani Phonetics" ہے جو انگریزی زبان میں ہے مگر اردو لسانیات کی اولین کتب میں شمار ہوتی ہے۔

ڈاکٹر گیان چند جین، ڈاکٹر زورؔ کی لسانی کاوشات پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر زور ماہرِ لسانیات، نقاد، مؤرخ، سوانح نگار، مرتب، مدیر اور سبھی کچھ ہیں۔ ان کی ذات ہزار شیوہ ایک ادارہ کہتے ہیں جس نے بہت سے ادارے بنائے۔ ڈاکٹر زور نے صوتیات پر اس وقت کام کیا جب ہندوستان میں اس موضوع پر کسی کا مضمون بھی منظرِ عام پر نہیں آیا تھا۔ ڈاکٹر زور لسانیات کی دنیا میں بڑی گھن گرج کے ساتھ آئے تھے۔[۴]

ڈاکٹر محی الدین قادری زور پہلے لسانی نقاد ہیں جنھوں نے ہندوستانی صوتیات (اصوات) کا لسانی تجزیہ کیا اور اردو زبان میں اطلاقی لسانیات کی بنیاد ڈالی۔ سب سے پہلے لسانی تحقیق و تنقید کے آغاز کا سہرا انہی کے سر جاتا ہے۔

علمِ لسانیات پر لکھنے والوں میں ڈاکٹر شوکت سبزواری کو بھی نمایاں مقام حاصل ہے۔ لسانی مسائل کے حوالے سے اہم کتاب "لسانی مسائل"، لکھی اور "اردو زبان کا ارتقا" کے عنوان سے لسانیات میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی سند پائی۔ دیگر کتب میں اردو قواعد، داستانِ زبانِ اردو، فکر و فن، معیارِ ادب اور لسانیات شامل ہیں۔

ڈاکٹر سید احتشام حسین منفرد اور ممتاز نقاد، ادیب اور ماہرِ لسانیات ہیں۔ انھوں نے جان بیمز کی کتاب کا اردو ترجمہ "ہندوستانی لسانیات کا خاکہ" کے نام سے کیا۔ یہ ایک اہم کتاب ہے۔ اس میں ارتقائے لسان کے بعض ایسے پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو کسی دوسری کتاب میں اتنے واضح انداز میں نہیں ہیں۔

مسعود حسین خان کا شمار اردو ادب کے ان عظیم لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے متنوع لسانی، علمی اور ادبی موضوعات پر کام کیا۔ ان کا پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ "مقدمہ تاریخ اردو" لسانی تحقیق کے میدان میں بڑا کارنامہ ہے۔ ان کی دیگر مشہور تصانیف میں "اردو زبان و ادب، مقدماتِ شعر و زبان اور اردو لفظ کا صوتیاتی و تجزیاتی مطالعہ" شامل ہیں۔ ان کی انگریزی کتاب کا اردو میں ترجمہ ان کے شاگرد رشید مرزا خلیل احمد بیگ نے کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسعود حسین خان نے اردو لسانیات کے میدان میں آنے والی نسلوں کے لیے نئی راہیں ہموار کیں۔ ان کی علمی، ادبی، تحقیقی اور لسانیاتی خدمات کے بدلے میں نیاز فتح پوری ایوارڈ سے نوازا گیا۔

عبدالقادر سروری نے بہ طور ماہرِ لسانیات اردو زبان کو جدید لسانیات کے بنیادی اصولوں سے روشناس کروایا۔ ان کی کتاب "زبان اور علمِ زبان" اس موضوع کے اعتبار سے اردو ادب میں اولیت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس میں جدید لسانیات کی مختلف شاخوں کی وضاحت مثالوں سے پیش کی ہے۔ اس سے قبل کسی نے اس موضوع کو نہیں چھیڑا۔ اس کے بعد اردو زبان و ادب میں لسانیات کے کئی پہلو سامنے آئے۔

ڈاکٹر گیان چند جین نے علمِ عروض اور لسانیات کے حوالے سے نہایت عمدہ کام کیا ہے۔ "تحقیق کا فن" ان کی ایک ضخیم کتاب ہے جو تحقیق کے بیش تر مباحث کا احاطہ کرتی ہے جو کتب ان کے بہ طور ماہرِ لسانیات شہرت کا سبب بنیں، ان میں "لسانی مطالعے"، "عام لسانیات"، "لسانی جائزے" اور "لسانی رشتے" قابلِ ذکر ہیں۔ یہ تالیفات لسانیات کے قارئین کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

رشید حسن خان نے اردو زبان کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کے علمی کارناموں میں "عبارت کیسے لکھیں"، "اردو کیسے لکھیں" اور "اردو املا" اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ تالیفات اردو زبان کے طالب علموں کے لیے بہت مفید ہیں۔ ان کتب کے مطالعہ کے بغیر شاید کوئی شعری لغت اور تنقید کی کتاب کی تالیف ممکن نہیں۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے شاعری، تراجم، لسانیات اور تحقیق و تنقید کے میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ انھوں نے ان تمام موضوعات پر سو سے زیادہ کتب تحریر کی ہیں۔ اردو زبان کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ انھوں نے خشک سے خشک موضوع پر خامہ فرسائی کی اور زبان و ادب میں اپنی خدمات کے باعث ایک منفرد اور ممتاز مقام حاصل کیا۔

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ایسے ماہرِ لسانیات مانے جاتے ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اردو تعلیم کے لسانیاتی پہلو پر کام کیا۔ ان کی مشہور کتاب "اردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو" زبان کی تعلیم کا ایک نیا انداز سامنے لاتی ہے۔ اس مختصر سی کتاب میں صوتیات اور ان کے اصول بیان کیے ہیں۔ انھوں نے تدریس زبان کو آسان اور عام فہم بنانے کے لیے لسانیاتی تجزیات کو بنیاد بنایا۔

ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ اپنی تالیف "لسانی مباحث" میں گوپی چند نارنگ کی لسانیاتی فکر و بصیرت کے ضمن میں اپنی رائے ان الفاظ میں دی ہے:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

"گوپی چند نارنگ کو لسانیات وصوتیات کے علم میں گہری دل چسپی تھی۔ان میں انھوں نے ہر طرح سے علمی جوہر دکھائے ہیں۔اس شعبہ کو اردو میں فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔پوری اردو دنیا میں ایسے ماہرِ لسانیات کی مثال نہیں ملتی جنھوں نے نئی تھیوری اور نئے تنقیدی رجحانات پر دقتِ نظر کے ساتھ لکھا ہے۔یہ ایسے علمی کارنامے ہیں جن کو زبان وادب کے طالب علم ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔"[۵]

ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ کی اہم کتاب"اردو کی لسانی تشکیل"اردو زبان کے ارتقائی اور تشکیلی عہد سے متعلق لسانیاتی مباحث ومسائل کا احاطہ کرتی ہے۔انھوں نے لسانیات کے قدیم اور جدید شعبوں کا بہ غور مطالعہ کیا ہے۔ان کی تالیفات میں "لسانی مسائل ومباحث"،"شعری اسلوب کا صوتیاتی مطالعہ"،"اسلوبیات:ادبی مطالعہ وتنقید"،"آیئے اردو سیکھیں"اور دیگر کئی کتب شامل ہیں۔بہ طور ماہرِ لسانیات ان کی خدمات قابلِ ستائش ہیں۔

عصرِ حاضر میں اردو زبان وادب میں لسانیات کے موضوع پر لکھنے والوں کی ایک اچھی خاصی تعداد موجود ہے جو لسانیات کی روایت کو بھرپور انداز میں آگے بڑھانے میں معاون ہے۔اکیسویں صدی کے جدید لسانی وادبی تناظر میں ڈاکٹر رؤف پاریکھ کا شمار معروف ماہرِ لسانیات میں ہوتا ہے۔ان کی دل چسپی کا خاص شعبہ لغت نگاری ہے۔اہم کتب میں "اردو لغت نویسی: تاریخ، مسائل اور مباحث"،لغوی مباحث"،"اردو میں لسانی تحقیق وتدوین"اور"اصول لغت نویسی"جیسی تالیفات شامل ہیں۔

نصیر احمد خان کا مقالہ"اردو کی بولیاں اور کرخنداری کا عمرانی اور لسانیاتی مطالعہ"اردو زبان کی ساخت کے بنیادی عناصر کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔اقتدار حسین کی جدید اردو قواعد پر لکھی گئی کتاب"اردو صرف ونحو"توضیحی لسانیات پر ایک عمدہ کتاب ہے جب کہ ان کی تالیف"صوتیات وفونیمیات"میں جدید سائنسی طرز سے اردو زبان میں موجود صوتیات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ڈاکٹر عصمت جاوید کو لسانیات میں گہرا شغف رہا ہے جس کا ثبوت ان کا پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ"اردو میں فارسی چینل الفاظ میں تعریف کا عمل"ہے۔دیگر اہم کتب میں"لسانیاتی جائزے"،"ادبی تنقید"،"نئی اردو قواعد"،"اردو پر فارسی کے لسانی اثرات"اور"تلفظ نما اردو لغت"شامل ہیں۔

غازی علم الدین ایک ممتاز ماہرِ لسانیات ہیں۔اصلاحِ زبان،صحتِ زبان اور اس کے معیار سے خاصی دل چسپی رکھتے ہیں۔ ان کی اہم تالیفات میں"لسانی مطالعے"اور"لسانی زاویے"شامل ہیں۔

اردو کے لسانیاتی سرمائے کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انیسویں صدی عیسوی سے ہی اردو میں سنجیدگی سے زبان کے مسائل پر غور وخوض کیا جارہا تھا اور جدید عہد میں یہ رجحان تیزی سے پھیل رہا تھا۔لسانی ارتقا میں اہم اضافے ہونے لگے تھے۔ وحید الدین سلیم کی تالیف"وضعِ اصطلاحات"،حافظ محمود شیرانی، سہیل بخاری، محمد حسین آزاد اور دیگر ماہرینِ لسانیات کے اردو زبان پر اثرات،ڈاکٹر جمیل جالبی کی"قدیم اردو کی لغت"اور"تاریخ ادبِ اردو"،ڈاکٹر ابو الخیر کشفی کی"ہمارے ادبی اور لسانی مسائل"،ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی"تدریسِ اردو"،"زبان اور اردو زبان"،"اردو املا اور رسم الخط:اصول ومسائل"، خلیل صدیقی کی"زبان کیا ہے؟"،انیس ناگی کی"شعری لسانیات"، عطش درانی کی"ادبی جائزے"،"اردو اصطلاحات سازی"،"لسانی وادبی تحقیق"اردو لسانیات کا قابلِ قدر سرمایہ ہیں۔مغرب میں لسانی اور لسانیاتی علم ترقی کی بہت سی منازل طے کر چکا ہے جب کہ اردو میں ماہرینِ لسانیات نے باقاعدہ اس علم کی تربیت حاصل کی۔موجودہ عہد میں لسانیات میں نت نئے تجربات کیے جا رہے ہیں جن سے لسانیاتی تحقیق وتنقید کے نئے زاویے سامنے آرہے ہیں۔پاکستان میں لسانیات کے مختلف شعبوں میں کام جاری ہے ناصر عباس نیّر کی"لسانیات اور تنقید"اور"ساختیات ایک تعارف"اس حوالے کی اہم تالیفات ہیں۔نصیر احمد خاں کی"ادبی اسلوبیات"،"اردو ساخت کے بنیادی عناصر"،"اردو لسانیات"اور"تاریخِ زبانِ اردو"کا شمار بھی لسانیات کی اہم تالیفات میں ہوتا ہے۔ڈاکٹر سرمد اطلاقی لسانیات کے شعبوں؛اردو فونیمیات اور کمپیوٹری لسانیات پر،ڈاکٹر افضل اردو ضابطہ تختی پر،ڈاکٹر عطش درانی لسانی معیار بندی اور اردو اطلاعیات پر،ڈاکٹر محمد اشرف کمال"لسانیات اور زبان کی تشکیل"میں لسانی اصطلاحات پر مفصل بحث کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ڈاکٹر محمد حافظ چوہان،اردو سوفٹ ویئر اور ڈاکٹر اعجاز وہاب اردو زبان کی ترقی کے لیے بڑی چابک دستی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ زور، محی الدین قادری، ہندوستانی لسانیات، لکھنؤ، نسیم بک ڈپو، ۱۹۹۱ء، ص ۱۷

۲۔ نیّر، ناصر عباس، ڈاکٹر، لسانیات اور تنقید، اسلام آباد، پورب اکادمی، ۲۰۰۹ء، ص ۲۰۵

۳۔ خالد، سیف اللہ، دیباچہ مشمولہ: لسانی مطالعے، غازی علم الدین، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۵ء، ص ۱۲

۴۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، لسانی جائزے، لاہور، مغربی پاکستان اکیدمی، ۲۰۰۵ء، ص ۱۸۰

۵۔ بیگ، خلیل احمد، ڈاکٹر مرزا، لسانی مسائل ومباحث، دیلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۶ء، ص ۲۱۲